OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com DOI: 10.5281/zenodo.10519436

خواتین کو سماجی زندگی میں خواتین سے درپیش تحدیات اور اسلامی تعلیمات

Challenges Faced by Women in Society from Women and Islamic Teachings

Ayesha Rehman
PhD Scholar, Institute of Arabic and Islamic Studies, Govt. College Women University, Sailkot.

Dr. Amir Hayat
Assistant Professor, Institute of Arabic and Islamic Studies, Govt. College Women University, Sailkot.

Received on: 18-07-2023 Accepted on: 23-08-2023

Abstract

Women face a multitude of challenges in their social lives, many of which are deeply rooted in societal norms, cultural expectations, and gender biases. Gender inequality remains a significant obstacle, with women often encountering disparities in opportunities and recognition. Stereotyping and objectification pose substantial challenges, affecting women's self-esteem. Balancing family and career responsibilities can be challenging due to societal expectations. However, all these challenges are not limited to gender inequality or due to male domination of society. Many challenges faced by women in societal life are due to the negative role of same sex. Women in their family life and professional life face many hardships due to the undesirable role of fellow women. This article explores the nature and scope of such challenges faced by women in society in context of Islamic teachings. Survey method has been used to collected data from women. Females in domestic life and professional life were asked questions related to assess the challenges faced by fellow women. The results of the study show that there is widened divergence from Islamic teachings such as respect, kindness, sincerity and other Islamic moral values. It is recommended to study further on this unexplored area of study to protect women from exploitation of women with the help of Islamic teachings.

Keywords: Women, Challenges, Islam, Society, Rights

موضوع کا تعارف:

خواتین تعلیم و تربیت معاشرتی، مذہبی اور تعلیمی ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ دنیا کی ترقی اور پیشرفت کاراستہ خواتین کے بغیر ناممکن ہے۔ ایک ملک کی ترقی کی تصویر اُس ملک کی خواتین کے بغیر نہ مکمل رہتی ہے۔ پاکستان ایسے روایتی معاشرے میں بھی خواتین مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنا فعال کردار ادا کر رہی ہیں۔ تعلیم، صحت، خانہ داری میں بالخصوص اور دیگر شعبہ جات میں بالعموم خواتین اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہی ہیں۔ خواتین جہاں ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں وہیں انہیں متعدد مسائل و تحدیات کا بھی سامنا ہے۔ پاکستان میں خواتین کی حیثیت مختلف طبقات، علاقوں اور دیہی/شہری تقسیم میں غیر مساوی سماجی اقتصادی ترقی اور خواتین کی زندگیوں پر قبائلی اور

جاگیردارانہ سماجی تشکیلات کے اثرات کی وجہ سے کافی مختلف ہے۔ اس متنوع پس منظر کی وجہ سے خواتین کو درپیش مسائل کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ پاکستان میں خواتین کو صدیوں سے تشدد اور امتیازی سلوک کا سامنا ہے۔ اس مسئلے سے نمٹنے کے لیے حکومتی اور غیر سرکاری تنظیموں کی کوششوں کے باوجود یہ معاشرے میں رائج ہے۔ مختلف سرکاری اور غیر سرکاری تنظیمیں اس امر کے لئے کوشاں ہیں کہ خواتین کو مردوں کے برابر حقوق اور مواقع مہیا کئے جائیں۔ خواتین کو درپیش مسائل میں سے زیادہ تر جن مسائل کو اجاگر کیا جاتا ہے وہ صنفی عدم مساوات اور حقوق کی عدم ادائیگی سے متعلق ہیں۔[1] لیکن خواتین کو درپیش تحدیات کا تعلق صرف صنف مخالف سے ہی نہیں بلکہ اپنی صنف سے بھی ہے۔

جب خواتین کو درپیش مسائل کا عمیق نظر سے جائزہ لیا جاتا ہے تو صنف مخالف کے ساتھ ساتھ خود خواتین کا اپنا منفی کردار بھی سامنے آتا ہے۔ جب ہمارے سامنے کوئی کیس آتا ہے کہ ایک خاتون نے خلع کا دعوی دائر کیا ہے، ایک ماں نے اپنے بچوں کے ساتھ خودکشی کر لی، یا ایک خاتون نے دوسری خاتون کو قتل کر دیا، یا بیوی نے اپنے شوہر کو قتل کر دیا یا قتل کرنے کی کوشش کی، یا اس سے ملتے جلتے دیگر واقعات کا تذکرہ ہو تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان تمام حالات و واقعات کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی عورت ضرور ہوتی ہے۔ زیر نظر تحقیق میں خواتین کو خواتین کی جانب سے درپیش تحدیات اور پاکستانی معاشرے کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ خواتین کے حقوق اور ان کو معاشرے میں درپیش تحدیات پر پاکستان اور بیرون پاکستان بہت وقیع کام کیا گیا ہے۔ لیکن ایک خاتون کو دوسری خاتون سے کیا مسائل درپیش ہوتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا تدارک کس طرح ممکن ہے اس پر کام نظر نہیں آتا۔

زیر نظر تحقیقی مقالہ میں درج بالا تحقیقی مسئلہ یعنی خواتین کو خواتین سے درپیش مسائل سے آگاہی کے لئے وصفی و تجزیاتی طریقہ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے سروے کا طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ ایک سوالنامہ تیار کر کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے منسلک خواتین میں تقسیم کیا گیا۔ یہ سوالنامہ 500 خواتین میں تقسیم کیا گیا اور اس کے لئے خواتین کا انتخاب متنوع شعبہ جات سے کیا گیا۔ کچھ خواتین ایسی منتخب کی گئی جو صرف گھریلو امور میں مشغول ہوں، کچھ ان خواتین میں سوالنامہ تقسیم کیا گیا جو عدالتی مقدمات کی پیروی کر رہی ہیں۔ کچھ خواتین جو گھریلو زندگی کے ساتھ ساتھ پیشہ وارانہ امور جیسے ملازمت یا کاروبار میں مشغول ہیں میں یہ سوالنامہ تقسیم کیا گیا تاکہ معاشرے میں خواتین کو خواتین سے درپیش مسائل کا مجموعی خاکہ سامنے آسکے۔ 500 سوالناموں میں سے 320 سوالنامے مع جوابات کے واپس موصول ہوئے جن کا تجزیہ کرتے ہوئے نتائج تحقیق پیش کئے گئے ہیں۔

خواتین کا سماجی تحفظ اور اسلامی تعلیمات:

خواتین کے سماجی تحفظ سے مراد معاشرے نے خواتین کو جو تحفظ فراہم کیا یا وہ کون کون سے اقدامات ہیں جن کے ذریعے خواتین کو تحفظ حاصل ہو سکتا ہے۔ جس میں خواتین کا معاشرتی، عائلی، معاشی اور سیاسی تحفظ شامل ہے۔ اسلام سے قبل دور جاہلیت میں بیوی کو صرف نسل کی بڑھانے کا ذریعہ تصور کیا جاتا تھا، اور اس کے نتیجے میں خاوند کو بیوی پر مکمل اختیار حاصل ہوتا تھا، بیوی کے وجود کی خود سے کوئی اہمیت نہیں

تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ زندگی میں جنسی احتیاجات کو پورا کرنا ازدواجی طریقے کا طبعی حصہ ہے، اور یہ احتیاجات دونوں زوجین کے لئے موجود ہوتی ہیں۔ زوجین کا رشتہ ایک دوسرے کو فطری تسکین فراہم کرتا ہے، اور اسلام نے اس تسکین کو برقرار رکھنے کیلئے زوجین کو ایک دوسرے کے لئے لباس کی مثال دی ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾(2)

وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو

اس آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ مرد اور عورت دونوں کا ایک دوسرے کی معاونت کرنا ضروری ہے. یہاں پر کہا گیا ہے کے صرف عورتیں تمہارے لباس نہیں ہیں اور نہ ہی کہا گیا ہے کہ صرف مرد تمہارے لباس ہیں۔ بلکہ اس آیت میں دونوں کو ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم کہا گیا ہے۔ اسلام میں جہاں مردوں کے حقوق بیان کئے گئے ہیں وہیں عورتوں کے بھی حقوق بیان کئے گئے ہیں اور ان کے سماجی تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اسلام نے عورت کو ایک انسان کی حیثیت سے متعارف کروایا اور اسے تمام حقوق فراہم کیے۔ اسلام میں خاندانی زندگی کے معاملے میں، جہاں شوہر اور بیوی کی مشورے اور شرکت کو اہم مانا جاتا ہے، وہاں دوسرے کے ساتھ احترام اور محبت کے ساتھ رہنے کی بھی ہدایت دی جاتی ہے۔ اگرچہ اسلام نے مرد کو بیوی پر قوامیت کا حق دیا ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں خاندان کا سرپرست ہونے کی وجہ بیوی کو کنیز کی طرح سمجھنا شروع کر دے اور اس کے حقوق کا خیال نہ رکھے۔

اسلام نے پہلے سب سے عورت کو ایک انسان کی حیثیت دی، اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا۔ اسلام نے بیٹیوں کے قتل جیسی قبیح روایت کا خاتمہ کیا۔ اسلام بیٹے اور بیٹیوں دونوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے اور اولاد کے قتل کو حرام قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں سماج میں عورت کا مقام اور عزت و احترام کو لازم کیا گیا ہے۔ اس کی عصمت کی حفاظت ہ مرد کو پابند کیا ہے کہ وہ اپنی عورتوں کی بھی حفاظت کئے اور دوسری مسلمان عورتوں کی بھی۔ اسلام نے عورت کو بھی عزت کا حق ایسے ہی دیا ہے جیسا مرد کو حاصل ہے۔ اسلام کی حقوق نسواں کی تاریخ درخشاں روایات کی امین ہے۔ اسلام نے شروع سے ہی عورت کے مذہبی، سماجی، معاشرتی، قانونی، آئینی، سیاسی، اور انتظامی کردار کا اعتراف کیا ہے، اور عورت کے جملہ حقوق کی ضمانت بھی فراہم کی ہے۔ اسلام نے تمام وہ بری رسومات ختم کی وہ عورت کے وقار کے منافی نہیں تھے، بلکہ وہ عورت کو ان حقوق سے نوازتے تھے جو معاشرے میں عزت اور تکریم کے حصول کا ذریعہ بناتے ہیں۔ جس کے مستحق مرد بھی ہیں۔ اسلام نے مرد کی طرح عورت کو بھی عزت، تکریم، وقار اور بنیادی حقوق کی ضمانت دیتے ہوئے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد رکھی۔ جہاں ہر فرد معاشرے کا ایک فعال حصّہ ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے میں خواتین اسلام کے عطا کردہ حقوق کی برکات کے سبب سماجی، معاشرتی، سیاسی اور انتظامی میدانوں میں فعال کردار ادا کرتے ہوئے معاشرے کو ارتقاء کی اعلیٰ منازل کی طرف گامزن کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

اسلام میں عورت کو معاشی تنگ ودو سے بچایا گیا ہے اس پر اس کے اہل وعیال کا کسی قسم کا معاشی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اس کے علاوہ، اگر کسی بڑی مصلحت کی بنا پر گھر کو چھوڑنے کی اجازت دی گئی ہو تو ایسی تدابیر بھی موجود ہیں جو انہیں احساس دلاتی ہیں کہ ان کا اصل مقام کیا ہے۔ گھر سے

باہر نکلنا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ عورت حدود نسوانیت کو بھی پار کر گئی ہے جب معاش کی دوڑ، دھوپ، اور ضروری زندگی کی مدد کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے مردوں کو سونپی ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان میں شجاعت، دلیری، اور اشتعال جیسی خصوصیات بھی دی ہیں۔ اگر اب مردوں نے عورت کو گھریلو فرائض کے علاوہ تمدن اور سیاست کی منظم کارروائی کی ذمہ داری بھی دے دی تو یہ عورت کے لئے اختیاری ہو سکتی ہے اور اس کو بے جا تکلیف پیدا ہو سکتی ہے۔[3] امین احسن اصلاحی رقمطراز ہیں:

"عورت کی اصل ذمہ داری اس کے گھر میں ہوتی ہے، اور وہ اپنے گھریلو فرائض کو انجام دینے کے لئے اپنا وقت اور محنت دینے میں صرف کرے۔ اس کا بغیر کسی بڑی ضرورت کے باہر کاموں میں شرکت کرنا، جیسے کہ پردے کے بغیر نکلنا، تفریح کرنا، تماشہ دیکھنا، اپنی حسن وجمال کی نمائش کرنا، یہ سب جائز نہیں"۔ [(4)]

اللہ تعالیٰ نے عورت کو ایسی خصوصیات اور صلاحیتوں سے نوازا ہے کہ اگر ان خصوصیات کو اس کے وظیفہ حیات کی مناسبت سے دیکھا جائے اس سبب سے عقل یہ ماننے پر مجبور ہے کہ مرد اور عورت کے کاموں میں فرق ہے، ان کے ذمہ داریاں اور حقوق بھی مختلف ہیں۔ اسلام نے عورت کو معاشی معاملات اور کام کاج کے شعبے میں بھی پورا حق دیا ہے اور اس کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔ اس طرح، وہ خرید و فروخت، معاہدات اور لین دین کے معاملات بھی کر سکتی ہیں۔ عورت کو اپنی کمائی میں سے خرچ کرنے کا نہ صرف حق ہے، بلکہ وہ مرد کی طرح آزاد ہے۔ اگر وہ چاہے تو جائیداد کی مالک بن سکتی ہیں اور اس کا انتظام اور انصرام کر کے اس سے آزادانہ طریقے سے استفادہ کر سکتی ہیں۔ جائیداد کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنے کی صورت میں، اگر شوہر اس میں رکاوٹ ڈالے تو یہ معاملہ فسخ نکاح کی بنیاد بن سکتا ہے۔[(5)]

تاریخ انسانی میں اسلام نے پہلی بار عورت کو مستقل قانونی تشخص دینے کا اہم قدم اٹھایا۔ "اسلام میں عورت کا مقام" کے مصنف کے مطابق:

"عورت اپنی ذاتی ملکیت کی حامل ہو سکتی ہے اور اس "اور اس کے ساتھ- ساتھ، اس کو اس مال کی ملکیت کا حق بھی ہوتا ہے، اور اس مال کے استعمال پر بھی اختیار ہوتا ہے۔۔[(6)] اسلامی قانون واضح طور پر یہ بیان کرتا ہے کہ عورت جو کچھ بھی مال اپنے والد کے گھر سے جہیز کے طور پر لائی یا شادی کے موقع پر تحفے میں ملا ہو، وہ سب اس کی ملکیت ہوتی ہے، اور کوئی دوسرا شخص، شوہر سمیت، اس مال کو حاصل نہیں کر سکتا۔[(7)]

مزید براں حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں خواتین کو مخصوص حالات میں کام کرنے کی اجازت تھی۔ عام حالات میں، شریعت نے مختلف قیود کا تعین کیا ہے جیسے شرم و حیا اور اللہ کا خوف، جو عورت کو گھر میں رہنے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ مگر اضطراری صورتحال میں، شریعت نے عورت کو گھر سے باہر نکل کر کام کرنے کی اجازت دی ہے، اور یہی ایک بڑی اصولی بات ہے۔ البتہ، احتیاط کا خصوصی خیال رکھتے ہوئے، عورت کو غیر مردوں کے ساتھ خلوت میں نہ ملنے کا ایسا حکم جاری کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ کہ شیاطین، خوتین و حضرات کے دلوں میں مختلف وسوسے پیدا کرنے کا موقع نہ پائیں۔[8]

درج بالا بحث سے واضح ہے کہ اسلام نے عورت کی عزت و وقار کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا ہے، اور انسانی سماج میں ان کو مناسب مقام دلانے کی معاونت کی ہے۔ اسلام نے ظالمانہ قوانین اور ناانصافی پر مبنی رسومات کا خاتمہ کیا اور خواتین کو ہر طرح کی تکلیف اور دھبے سے

بچانے کی کوشش کی ہے۔اس تمہیدی بحث کے بعد اب ہم واضح کریں گے کہ واضح اسلامی تعلیمات کے باوجود پاکستانی معاشرے میں خواتین کو خواتین سے کس نوعیت کی تحدیات درپیش ہیں اور اس سلسلے میں اسلامی تعلیمات ہماری کیا رہنمائی کرتی ہیں۔

پاکستانی معاشرے میں خواتین کو خواتین سے درپیش تحدیات کی نوعیت:

سماجی ڈھانچے کی تشکیل بہت سے انفرادی واجتماعی اداروں سے ہوتی ہے۔اس اعتبار سے ایک سماج دو یا دو سے زیادہ لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جو باہمی توقعات کی بنیاد پر باقاعدگی سے بات چیت کرتے ہیں اور جو مشترکہ شناخت رکھتے ہیں۔ سماجیات کو بعض اوقات اجتماعی زندگی کا مطالعہ بھی کہا جاتا ہے،اور کئی قسم کے گروہوں کے بغیر جدید معاشرے اور کم از کم کچھ گروہوں کے بغیر ایک چھوٹے،روایتی معاشرے کا تصور کرنا مشکل ہے۔اسی طرح سماجی ڈھانچے کا ایک اور جزو سماجی ادارہ ہے، یا عقائد اور طرز عمل کے نمونے جو معاشرے کو اس کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ جدید معاشرہ بہت سے سماجی اداروں سے بھرا ہوا ہے جو معاشرے کو اس کی ضروریات کو پورا کرنے اور دوسرے مقاصد کے حصول میں مدد دیتے ہیں اور اس طرح نہ صرف پورے معاشرے پر بلکہ معاشرے کے تقریباً ہر فرد پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سماجی اداروں کی مثالوں میں خاندان، معیشت، سیاست (حکومت)، تعلیم، مذہب اور طب شامل ہیں۔ یہ تمام سماجی ادارے معاشرے کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد کرتے ہیں، لیکن ان میں خامیاں بھی ہوتی ہیں جو سماجی ڈھانچے کو درست سمت پر رواں رکھنے میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ [9]

سماجی ڈھانچہ سے مراد وہ سماجی نمونے ہیں جن کے ذریعے معاشرہ منظم ہوتا ہے اور افقی یا عمودی ہو سکتا ہے۔افقی سماجی ڈھانچہ سے مراد سماجی تعلقات اور افراد کے باہمی سماجی اور جسمانی خصوصیات ہیں جن سے افراد تعلق رکھتے ہیں، جبکہ عمودی سماجی ڈھانچہ ، جسے عام طور پر سماجی عدم مساوات کہا جاتا ہے، ان طریقوں سے مراد ہے جس میں کوئی معاشرہ یا گروہ لوگوں کو درجہ بندی میں درجہ بندی کرتا ہے۔ کوئی ایک فرد اکثر ایک ہی وقت میں کئی مختلف حیثیتوں پر فائز ہوتا ہے۔انسان معاشرے میں بیک وقت مختلف حیثیات میں زندگی گزارتا ہے۔خواتین کے تناظر میں، ایک خاتون بیک وقت، بیٹی، بہن، بیوی، ماں، ساس، نند، کاروبار کی مالکہ ، ملازم پیشہ یا دیگر حیثیات میں زندگی بسر کرتی ہے۔ [10]

پاکستان میں خواتین مختلف سماجی اداروں سے منسلک ہیں اور ہر ایک ادارے کی اپنی مشکلات ہیں۔ان اداروں کی نوعیت کے فرق کی وجہ سے خواتین کو خواتین سے درپیش تحدیات میں بھی فرق ہوتا ہے۔ذیل میں مختلف سماجی اداروں میں خواتین کو خواتین سے درپیش مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔

عائلی زندگی میں خواتین کو خواتین سے درپیش تحدیات اور اسلامی تعلیمات:

عائلی زندگی سے مراد وہ سماجی ادارہ ہے جس میں اراکین ایک مشترکہ زندگی گزارتے ہیں، جو ایک دوسرے کے ساتھ مختلف رشتوں کے بننے کا سفر طے کرتے ہیں۔ عائلی زندگی میں والدین اپنے بچوں کی نگہداشت اور ی تعلیم و تربیت انتظام کرتے ہیں۔اس عائلی ماحول میں احترام، محبت، اور صلہ رحمی کی قدر کی جاتی ہے، جو خاندان کے رشتوں کو مضبوط بناتی ہے۔ عائلی زندگی کا مقصد عائلی اراکین کے درمیان محبت بڑھانا،

تربیت دینا، اور ایک دوسرے کی مدد کرنا ہوتا ہے۔[11] عائلی زندگی میں خواتین کو بیشتر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہاں عائلی زندگی میں خواتین کے سماجی تحفظ اور خواتین کی جانب سے درپیش تحدیات کو پیش کیا جائے گا، سب سے پہلے سماجی تحفظ کو درپیش مسائل کو بیان کرنے کے بعد جائزہ لیتے ہوئے اس میں خواتین کو خواتین سے جن سماجی مسائل کا سامنا ہوتا ہے اس سے متعلق جائزہ رپوٹ بھی پیش کی گئی ہے، سماجی تحفظ کے ان مسائل میں، وٹہ سٹہ کی شادی اور تشدد، گھریلو تشدد، بیوہ سے بدسلوکی، حسد، دیورانی جیٹھانی سے لڑائی، برداشت کی کمی قابل ذکر ہیں۔

1. وٹہ سٹہ کی شادی:

وٹہ سٹہ کی شادی میں ایک خاندان میں دوسرے خاندان میں ایک لڑکی کی شادی کرتا ہے تو اس کے بدلے اس سے لڑکی لی جاتی ہے، یعنی لڑکی کے بدلے لڑکی، اس قسم کی شادی میں خواتین کو متعدد قسم کے سماجی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس میں اگر ایک خاندان کی لڑکی کو نان ونفقہ کم ملتا ہے تو دوسری کو بھی کم، اسی طرح اگر ایک پر تشدد ہوتا ہے تو دوسری پر بھی کیا جاتا ہے اور اسی طرح اگر ایک کو طلاق ہو جائے کسی وجہ سے تو دوسری کو بلاوجہ ہی طلاق دی جاتی ہے، وٹہ سٹہ کی شادیوں میں اکثریت کا اختتام طلاق پر ہوتا ہے۔ وٹہ سٹہ کی شادی سے متعلق جب مختلف خواتین سے سوال کیا گیا کہ "کیا وٹہ سٹہ کی شادی سے خواتین کو سماجی تحفظ کے مسائل سامنا کرنا پڑتا ہے؟" 97 فیصد سے زائد خواتین کا کہنا تھا کہ وٹہ سٹہ کی شادی سے خواتین کے سماجی تحفظ کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔

Strongly Disagree	Disagree	Undecided	Agree	Strongly Agree	Level of Agreement
1	2	3	116	274	F
1.3	.5	.8	29	68.5	%97

وٹہ سٹہ کی شادی سے متعلق مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان مسائل میں 27 فیصد خواتین کا کہنا ہے کہ تشدد جبکہ 6 فیصد نے ساس سے لڑائی اور 5 فیصد نے گھریلو جھگڑے اور 28 فیصد نے طلاق اور 9 فیصد نے نان ونفقہ کو قرار دیا

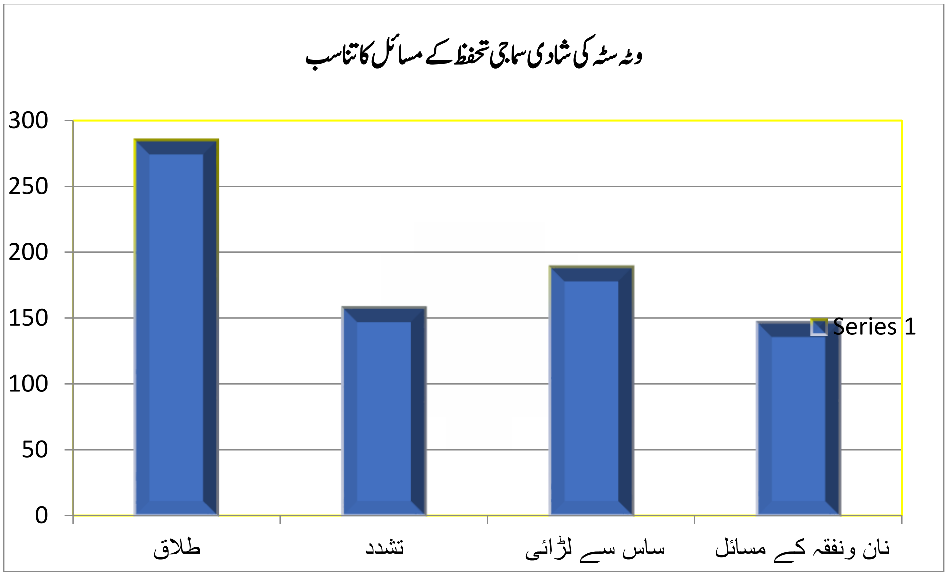

درج بالا اعداد و شمار واضح کرتے ہیں کہ وٹہ سٹہ کی شادی متعدد سماجی خرابیوں کا باعث ہے۔ عربی میں وٹہ سٹہ کی شادی کو نکاح شغار کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں حدیث مبارکہ ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ ۔[12]

اگرچہ پاکستان میں تو عرب میں مروج وٹہ سٹہ کی شکل کم ہے لیکن جو شکل یہاں رائج ہے اس میں بھی بہت سے مفاسد ہیں۔ وٹہ سٹہ کی شادی کے مفاسد دیکھتے ہوئے اس کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔

2. گھریلو تشدد:

خواتین کو خواتین سے درپیش تحدیات میں تشدد ایک اہم عنصر ہے۔ پاکستانی معاشرے میں بہت ساری خواتین شوہروں کے ظلم کا شکار ہیں، اور بعض مرد حضرات عورت کو اپنی ملکیت سمجھ کر ان پر بربری اختیار کرتے ہیں۔ تشدد کا مطلب ہے کسی کے ساتھ جسمانی طاقت کا استعمال کر کے برائی کرنا یا ان کو نقصان پہنچانا۔ تشدد کی تعریف یہ ہے کہ کسی دوسرے کے خلاف ظلم یا زیادتی کرنا، جو دوسرے انسان کو اپنی مرضی کے خلاف اپنے احکامات کا پابند بناتا ہے، اور جس سے دوسرے کو دکھ اور تکلیف پہنچتی ہے۔[13] گویا کہ وہ تمام افعال جو خواتین کی ذہنی، روحانی، جذباتی، جسمانی، نفسیاتی یا معاشی ایذا کا باعث بنتے ہیں ان کے خلاف تشدد کی تعریف میں آتے ہیں۔۔ تحقیقی مواد بتاتا ہے کہ خواتین کو ان کے سسرالی رشتوں خصوصاً ساس، نندوں، دیورانی، جیٹھانی اور بعض اوقات اپنے خونی رشتوں مثلاً ماں بہن کی طرف سے ہونے والے تشدد کے پیچھے عموماً خواتین ہوتی ہیں۔ اکثر شوہر کی طرف سے ہونے والے تشدد کے پیچھے اس کی والدہ یا بہنوں کا کلیدی کردار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ تشدد خواتین کی سماجی اور عائلی تحفظ کو متاثر کرتا ہے۔ معاشرے کی سمت کو صحیح ڈگر پر قائم رکھنے کے لئے تشدد میں کمی بہت ضروری ہے۔

3. گھریلو لڑائی جھگڑے:

حالیہ برسوں میں ازدواجی زندگی تناؤ کا شکار ہے۔ پاکستان کی زیادہ تر آبادی مشترکہ خاندانی نظام کا حصہ ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام میں بہت سے افراد ایک چھت تلے زندگی بسر کرتے ہیں۔ مختلف رشتے اپنے اندر بہت سے چیلنجز سموئے ہوتے ہیں۔[14] مشترکہ خاندانی نظام میں خواتین کو زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی بنیادی وجہ متعلقہ خواتین کے رویے ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کی بدلتی ہوئی اقدار بھی خواتین کے رویوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔[15] مشترکہ خاندانی نظام ایک توسیع شدہ خاندانی نظام ہے اور اس میں شوہر کے خاندان کے مزید افراد جیسے والدین اور بہن بھائی ایک سے زائد نسلیں رہتی ہیں۔ ہمارے سروے کے نتائج کے مطابق ستر فی صد خواتین نے مشترکہ خاندانی نظام میں اپنی ساس اور نند کو لڑائی کی بنیادی وجہ قرار دیا۔ زیادہ تر خواتین کی رائے میں ان کے شوہر کا رویہ ان کے ساتھ بہتر ہے لیکن خاندان کی خواتین کے رویے کی وجہ سے انہیں مسائل کا سامنا ہے۔ کچھ ایسی خواتین سے جن کے عدالت میں خلع کے کیسز چل رہے ہیں سے انٹرویو میں یہ بتایا گیا کہ ان کا گھر نہ بسنے کی بڑی وجہ شوہر کی قریبی رشتہ داروں کے رویے اور گھریلو سازشیں ہیں۔ خاندان کے ارکان کے درمیان تنازعات کے واقعات کی وجہ سے (56.4%)، بچوں کی طرف لاپرواہی (25.6%)، خاندان کے افراد کے درمیان اختلافات کی وجہ سے پیدا ہونے والے جھگڑے شامل ہیں۔

ساس بہو کی لڑائی بھی خواتین کے لئے ایک دوسرے سے بہت بڑا خطرہ ہے۔ سے لڑائی بھی پاکستانی خواتین خصوصا مشترکہ خاندانی نظام میں خواتین کا اہم مسئلہ ہے۔ بہت سی عورتیں صرف اس لیے اپنی بہو کو پسند نہیں کرتیں کہ کہیں ان کے بیٹے کے دل میں بھی اپنی بیوی کے لیے عزت واحترام کے جذبات پروان نہ چڑھنے لگیں اور کبھی اس کے برعکس بہت سی بہوویں اپنی ساسوں کے خلاف شوہر کو اکساتی رہتی ہیں کہ کہیں بیٹا ماں کی محبت میں اس کی ذمہ داریاں کا بوجھ نہ اٹھالے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف رشتوں میں خواتین دوسری خواتین کے لیے نفرت کے بیج بونے کا فریضہ سرانجام دیتی نظر آتیں ہیں۔ ان مشکلات کو حل کرنے کے لئے، پاکستان میں خواتین کے حقوق کی تشہیر کی ضرورت ہے، اور ان کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کیے جانے چاہئے تاکہ وہ اپنے حقوق کو جانیں اور ان کا دفاع کر سکیں۔ عائلی تعلقات میں احترام اور محبت کی ترویج بھی اہم ہے تاکہ معاشرے میں تناؤ کم ہو- مزید براں اسلامی اخلاقی تعلیمات کو ذہن نشیں کرنے کی ضرورت ہے جن میں ایک دوسرے کے لئے اخلاص، ایثار، قربانی اور محبت کے جذبات شامل ہیں۔

خواتین کا سماجی تحفظ، درپیش مسائل میں ایک بڑھتی ہوئی وجہ بیوی کا ساس اور سسر کی عزت نہ کرنا ہے۔ یا دیوارانی جیٹھانی سے لڑائی کرنا بھی ہے یہ سبب زیادہ تر ضلع سیالکوٹ میں پایا جاتا ہے کیوں یہاں پر عموما جائنٹ فیملی یعنی مشترکہ خاندان ہوتا ہے۔ جن کوئی لڑکی بیاہ کر کسی دوسرے خاندان میں جاتی ہے تو سسرال میں اس سے بہت سی امیدیں وابستہ کر لی جاتی ہیں۔ مثلا اس کے ذمہ ساس سسر کی خدمت نندوں اور گھر کے دیگر افراد کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنا نئی آنے والے کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے اگر تو آنے والی لڑکی ان ساری باتوں کو سنجیدہ لینا شروع کر دے تو پھر گھر میں پرانی بہووں سے مقابلہ کی فضا اور اگر وہ ساس سسر کی ہدایات پر عمل نہیں کریگی تو بدلحاظ، غیر تربیت

یافتہ وغیرہ جیسے القابات سے پکاری جائے گی۔ اسلام میں بیوی پر ساس و سسر کی خدمت کرنا واجب نہیں ہے۔ لیکن اخلاقی اعتبار سے عورت کو چاہیے کہ وہ ساس اور سسر کی عزت و خدمت کریں۔ دیورانی جیٹھانی اور ساس سے لڑائی تقریبا 98 فیصد خواتین میں پائی جاتی ہے۔

4. بیوہ اور مطلقہ خواتین کے ساتھ خواتین کے رویے:

معاشرہ میں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بیوہ یا مطلقہ خواتین سے بد سلوکی کی جاتی ہے، مطلقہ کو طعنے دیے جاتے ہیں، اور طرح طرح کے القابات سے پکارا جاتا ہے جس کی وجہ کبھی کبھار نوبت خود کشی تک بھی پہنچ جاتی ہے، محققہ نے اس حوالے سے پولیس اور ریسکیو 1122 سے جب رابطہ کر کے رپوٹ جمع کی تو خواتین کی خود کشی کی تعداد حیران کن سطح پر تھی جس کی تفصیل ہم ذیل میں بیان کریں گے ضلع سیالکوٹ میں خواتین کے خود کشی کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ گیا ہے خواتین کی جانب سے خواتین کو ذہنی تکلیف اور گھریلو لڑائی بھی خواتین میں خود کشی کی ایک بہت بڑی وجہ گھریلو لڑائی بھی ہے، اس میں خواتین کی شرح بہت زیادہ ہے خود کشی کرنے والی خواتین کے لواحقین سے انٹرویو میں یہ بات سامنے آئی کہ بیوہ یا مطلقہ خواتین کی خود کشی میں اہم کردار سماجی رویے اور گھریلو طعنہ زنی اور لڑائی جھگڑے ہیں۔ اسی طرح مختلف خواتین میں تقسیم کئے گئے سروے میں جب یہ پوچھا گیا کہ کیا خواتین کو دیگر خواتین کی طرف سے طعن و تشنیع اور لڑائی جھگڑوں کا سامنا رہتا ہے تو درج ذیل نتائج سامنے آئے۔

Level of Agreement	Strongly Disagree	Disagree	Undecided	Agree	Strongly Agree
F	5	2	3	116	274
%	1.3	.50	.80	29	68.5

اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تقریباً 90 فی صد خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ لڑائی جھگڑوں کی ایک بڑی وجہ خواتین کو خواتین کی طرف سے جارحانہ رویوں کا سامنا کرنا ہے۔

5. دیگر خواتین معاشرہ سے خواتین کو تحدیات:

پاکستانی معاشرے میں خواتین کے لیے خواتین رشتہ داروں، ہمسایہ افراد، اور دوستوں کی طرف سے مختلف چیلنجز اسلئے پیدا ہوتے ہیں کہ ہر شخص کی زندگی مختلف ہوتی ہے اور ان کے ہمسایہ، دوست، اور رشتہ دار بھی مختلف ہوتے ہیں۔ رشتہ دار خواتین کے ساتھ، خواتین کو کبھی کبھار خاندانی امور، رسوم رواج اور مختلف پابندیوں کی وجہ سے مسائل کا سامنا ہوتا ہے، جیسے کہ مالی امور، وراثت کے معاملات، یا خاندان کی توقعات۔ ہمارے معاشرے میں عموما خاندانی نظام زندگی کا رجحان پایا جاتا ہے- اس نظام کے جہاں بہت سے فوائد ہیں وہیں اس کی کچھ ناکامی کی وجوہات بھی ہیں جو اس نظام کی خامیاں تصور کی جاتی ہیں۔ مثلا خاندانی نظام میں مختلف رشتے میں بڑے لوگ ایک ساتھ زندگی گزار رہے ہوتے ہیں جن کی صلاحتیں مختلف، عادات و اطوار مختلف اور مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والی بہوؤں کے فیملی بیک گراونڈ مختلف۔ لیکن جب ایک ساتھ رہتے ہیں تو ہمارے بزرگ اکثر مختلف لوگو سے ایک جیسی توقعات رکھتے ہیں۔ سب کو ایک جیسا چلانے کی کوشش کرتے ہیں جو

سب سے زیادہ مسائل پیدا کرنے اور اختلافات بڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جب دو مختلف عورتوں (نند، بھابھی یا دیورانی و اور جیٹھانی) کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی جائیگی تو اس کے نتیجے میں ایک کو برتر اور دوسری کو کمتر ہی سمجھا جائے گا جو ان دو عورتوں کے درمیان اختلافات کو جنم دے گا ان کے درمیان نفرت کو بڑھائے گا۔ اسطرح پھر مختلف رشتوں میں اختلافات پیدا ہونے شروع ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی دیگر رشتہ دار خواتین کی طرف سے حسد، بغض اور اس قسم کے دیگر پریشانیوں کا سامنا ہو سکتا ہے۔ ہمسایہ خواتین کی طرف سے بھی بہت سی خواتین کو تحدیات درپیش ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں ایک دوسرے سے ملنا، دوسروں کے گھروں میں جانا، تحائف کا تبادلہ کرنا اور دوسروں کے حالات سے آگاہ رہنا، جہاں ایک بہت بڑی نیکی ہے وہیں یہ اکثر حسد، جلن، بغض، نفرت اور عداوت کا باعث بھی بن جاتی ہے—ایسا عموماتب ہوتا ہے جب ہمسایہ خواتین کسی بھی طرح سے مسابقت اختیار کرتیں ہیں مثلاً امتحان میں شاندار کامیابی، اچھی جاب ملنے ،اچھے خاندان میں رشتہ طے ہونے یا کاروبار میں بہت منافع ملنے پر اکثر قریبی لوگ یا وہ سب جو ہمارے حالات سے آگاہ ہوتے ہیں وہ شک کے ساتھ ساتھ حسد میں مبتلا ہو جاتے ہیں (بہت کم لوگ دوسروں کی خوشیوں میں شامل ہونے والے ہوتے ہیں) اور پھر بات بے بات بہانے بنا بنا کر دوسروں کے لیے مختلف مسائل پیدا کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ دوستوں کی جانب سے، دوستی کے رشتوں کی پیچیدگیوں کی وجہ سے بھی چیلنجز پیدا ہوتے ہیں، جو ایک دوست (عورت) کو دوست کا دشمن بنا دیتے ہیں یہ وجوہات عام طور پہ دوست کے درمیان معاملات کے خراب ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

عائلی زندگی میں خواتین کو خواتین سے درپیش تحدیات کی وجوہات:

ذیل میں عائلی زندگی میں خواتین کو خواتین سے درپیش تحدیات کا عمومی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

1. بچوں کی لڑائی: خواتین کے مابین اکثر لڑائیاں بچوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ بچوں کی لڑائی میں مائیں بیچ میں آجاتی ہیں اور یوں آپس کے تعلقات خراب کر بیٹھتی ہیں۔ جب بچے لڑتے ہیں تو فوراً شکایت لے کر ماں کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور شکایت لگاتے وقت اپنا قصور نہیں بتاتے بلکہ اپنی غلطی چھپا کر سارا الزام دوسرے کے سر ڈال دیتے ہیں۔ اکثر مائیں یہ سنتے ہی طیش میں آجاتی ہیں کہ ان کے بچے کو کسی نے مارا ہے۔ وہ نہ وجہ جاننے کی کوشش کرتی ہیں اور نہ یہ سوچتی ہیں کہ اس میں ان کے بچے کا بھی قصور ہو سکتا ہے بلکہ فوراً دوسرے کے گھر پہنچ کر اس کی ماں کے سامنے شکایتوں کا انبار لگا دیتی ہیں اور یوں معاملہ طول پکڑ جاتا ہے۔ اگر آپ بھی ایسی ہی ماں ہیں جو بچوں کی شکایات سن کر بھڑک اٹھتی ہیں اور دوسرے کی بات سنے بغیر ہی اپنے بچے کو ٹھیک سمجھتی ہیں اور اس کی خاطر رشتہ داروں یا اہل محلہ سے لڑائی مول لیتی ہیں تو آپ غلط کر رہی ہیں۔ آپ کو اپنے بچے پر توجہ دینی چاہیے۔ بچوں کی شکایت کرنے کی عادت کو ختم کرنا چاہیے اور انہیں سمجھانا چاہیے کہ کھیل کود کے دوران لڑائی ہو جاتی ہے لہذا اپنے مسائل خود حل کرنا سیکھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بڑے بڑے مسائل پیدا نہ کریں اور صبر اور ضبط سے کام لیں۔ عموماً بچے لڑ جھگڑ کر دوسرے دن ایک ہو جاتے ہیں لیکن ان کی وجہ سے رشتوں میں پڑنے والی دراڑیں ایک لمبے عرصے کے لیے اپنے اثرات چھوڑ جاتی ہیں۔

2. تحقیر و تنقیص: دوست کے درمیان اختلافات اور جھگڑے، جیسے کہ راہ چلتے کوئی ہنسی مذاق کی بات جو کبھی کبھار دوسروں کی تذلیل کا ذریعہ بنے۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ ہنسی مذاق میں ایک دوسرے کی تحقیر و تنقیص کا پہلو خواتین میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ ایک دوسے کی شکل، رنگ، لباس، پہناوے وغیرہ کی بنیاد پر ایک دوسرے کی دل آزاری معمول کی بات ہے۔ بعض اوقت چھوٹے چھوٹے جملوں سے سماجی تعلقات میں دراڑ پڑتی ہے جو سماجی ڈھانچا کمزور کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

3. عدم اعتمادی: اکثر عورتوں میں دوسروں پہ یقین کرنے کی صلاحیت ہی کم ہوتی ہے اور معمولی سی بات پر دوست سے بدگمان ہو جانا اور پھر دوست کے لیے برے جذبات رکھنا اور نفرت کرنا یہ باتیں بھی دوست کی طف سے مسائل پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔

4. دھوکہ دینا: دوست کو دھوکہ دینا، جیسے کہ امانت یا پیار میں، دوستی کو تباہ کر سکتا ہے۔

5. مادہ پرستی: کچھ ددست صرف مادیت پرست ہوتے ہیں جب ان کے دوست خوش حال ہوں تب ان کی دوستی قائم رہتی ہے مگر جب دوست تنگدست ہو تو ان کا اصلی چہرہ نظر آجاتا ہے۔

6. بغض و حسد: کچھ خواتین اپنی دوست خواتین کی کامیابی و ترقی کو دیکھ کر بھی حسد میں مبتلا ہو کر اپنی دوست سے جلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ کچھ خواتین اپنے حالات کا دوسروں سے موازنہ کر کے اپنی کم حیثیت کی وجہ سے اپنی دوستوں سے حسد کرتیں ہیں۔

7. **عدل و انصاف کی کمی** : معاشی تنازعات اکثر مواقع پر انصاف کی کمی کی بنا پر پیدا ہوتے ہیں جہاں شتہ دار خواتین کو اپنے معاشی حقوق سے محروم کیا جاتا ہے۔ اگر خواتین کو مخصوص معاشی مساوات سے محروم کیا جائے، تو یہ ان کے درمیان تنازعات کی وجہ بن سکتا ہے۔

8. **معاشی استحصال** : معاشی استحصال اور زیر برابری کی وجوہات سے بھی خواتین کی درمیان لڑائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر کسی معاشی طبقے یا گروہ کے لوگ اپنے معاشی طور پر زیادہ قدر کی متمنی ہوں اور دوسری طرف کمزوری کا شکار خواتین کو نظرانداز کریں، تو یہ معاشی تنازعات کی بنیاد بنتا ہے۔

9. **معاشی تفاوتیں** : معاشی تفاوتوں کی بنیاد پر بھی خواتین کی درمیان لڑائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ معاشی تنازعات کی بنیاد پر خواتین کو مختلف معاشی حقوق، فرصتیں، اور رسمی تعلیم کی فراہمی میں مشکلات پیش آتی ہیں جو کہ ان کی معاشی پیشہ ورانہ ترقی میں رکاوٹ بنتی ہیں۔

یہ سب چیلنجز اور وجوہات زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کرتے ہیں، اور ہمیں احترام اور توجہ سے ان کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہم اپنی زندگیوں کو بہتر بنا سکیں۔

نتائج بحث:

پاکستانی معاشرے میں خواتین کو خواتین کیجانب سے درپیش تحدیات ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ آج تک اس مسئلہ کہ مسئلہ سمجھتے ہوئے اس کے حل کے لیے کوئی عملی کوشش نہیں کی گئی اور نہ ہی ایسی کوئی امید دلائی گئی ہے۔ خواتین کو مردوں سے تحفظ فراہم کرنے کے لیے بہت بار قانون سازی کی گئی ہے اور کئی بار اس پر عملدرآمد کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن عورت سے عورت کو درپیش

مسائل کو کبھی قابل غور ہی نہیں سمجھا گیا اور جب تک اس مسئلہ کو قابل غور نہیں سمجھا جائے گا تب تک عورتیں یونہی دوسری خواتین کی جانب سے تشدد کا نشانہ بنتی رہیں گی۔ عائلی زندگی میں خواتین کو اپنی قریبی خواتین کی طرف سے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ستم یہ ہے کہ کبھی یہ مسائل اپنے خونی رشتوں کی طرف سے بھی پیش آتے ہیں مثلا کبھی مائیں اپنی بیٹیوں کو جائیداد سے محروم کرنے میں بیٹوں کا مکمل ساتھ دے رہی ہوتی ہیں اور کبھی ایک گھر میں دو بہنیں ایک دوسرے کی جانی دشمن بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ کہیں عورت سسرال کے ظلم کی چکی میں پس رہی ہوتی ہے تو کہیں اپنی اولاد کے ہاتھوں ذلیل ور سوا ہو رہی ہوتی ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خاندانی نظام زندگی کا بہت رجحان ہے۔ جہاں یہ نظام بہت سی خصوصیات اپنے اندر جمع کیے ہوئے ہے وہیں اس کے کچھ ایسے پہلو بھی ہیں جو اس کو ناکام بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں—جوائینٹ فیملی سسٹم میں عموما تمام لوگوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ ب ایک جیسی خصوصیات کے مالک بنیں۔ مقابلے کی یہ فضا اکثر اوقات حسد وذاتی دشمنیوں کو جنم دیتی ہے— قانون فطرت ہے کہ تمام انسان صلاحیتوں کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں۔ جب صلاحیتوں میں برابری نہیں ہے تو پھر مقابلہ کیسا؟ اسی طرح کے اور بہت سے ایسے مسائل ہیں جو جوائینٹ سسٹم میں رہتے ہوئے محبتیں بڑھانے کی بجائے نفرتوں کو پھیلانے کا سبب بنتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تمام مسائل کو منظر عام پہ لایا جائے اور پھر ان کے حل کی کوشش کی جائے تاکہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق والدین، رشتہ داروں ہمسائیوں اور دیگر لوگو کے ساتھ حسن سلوک سے رہا جائے۔ اس نظام میں بہتری تبھی ممکن ہو گی جب ہم اپنی اولادوں (خصوصا بیٹیوں) کی تربیت اس طرز پہ کی جئے کہ ان کے ندر جو خداد صلحتیں موجود ہیں ان کو سنوارنے کی کوشش کی جائے نہ کہ اپنی انرجی ان مقابلوں میں گزارنے پہ لگائی جائے جو مقابلہ کرنے کی ہم می ں میں صلاحیت ہی نہیں۔ ۔اخلاقی تربیت پہ زور دی جائے۔ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حسد، تکبر، بغض، غیبت وبہتان جیسے گناہوں پہ عذاب وسزا سے آگہی دی جائے تاکہ معاشرے سے برائی کو ختم کیا جاسکے۔

References / حوالہ جات

---

1 خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، مکتبہ علمیہ ,لاہور، ۱۹۷۸ء، ص:112۔
Khalid Alvi, Islam ka Moashrti Nizam, Maktaba Ilmiyah, Lahore, 1978, P: 112.

2۔ سورۃ البقرہ2:187

3 عمری، جلال الدین، انصر، اسلام کا عائلی نظام، مرکزی مکتبہ اسلامی، انڈیا، 2006، ص:46۔
‘Umarī, Jalāluddīn Ansar, Islam ka Ayle Nizam, Markazi Maktaba Islami, 2006, p:46.

4 اصلاحی، امین احسن، مولانا، پاکستانی عورت دوراہے پر، مکتبہ جدید پریس، لاہور، 1978ء، ص:86۔
Islahi, Amin Ahsan, Maulana, Pakistani Aurat Do rahay pr, Maktaba Jadeed Press, Lahore, 1978, p: 86

5۔ لودھی ,ذکاءاللہ، فکری ارتقاءاور اسلام، کراچی، ص:358
Lodhi, Zaka-ullah, Fikri Irtiqa aur Islam, Karachi, p.358

6۔ ڈاکٹر اسرار احمد، اسلام میں عورت کی حیثیت مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، 1987، ص:17
Dr. Israr Ahmad, Islam mein Aurat ki Haisiat, Markazi Anjuman Khuddam al-Quran, Lahore, 1987,

p:17

[7]-Joseph‹ Gina Women inuslim Faily, New Bunswick, N.J.: Tn Books, 1982, p. 173

[8] ظفر اللہ، مولانا، اسلام کا نظام عفت و عصمت، دار الاشاعت، کراچی، ۱۹۷۵ء، ص:98۔

Zafrullah, Maulana, Islam ka Nizam-e-Iffat-o-Azmat, Darul Isha'at, Karachi, 1975, p:98

[9] 'Abd al-'Āṭī, Ḥammūdah. The Family Structure in Islam. Niger: American Trust Publications, 1977, p:49

[10] Ansarian, Husayn. Islamic Family Structure. Iran: Ansariyan Publications, 2000, p: 87.

[11] محمود الرشید، مولانا، اسلام اور عورت، جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن، لاہور، س،ن، ص:38

Mahmud al-Rasheed, Maulana, Islam aur Aurat, Jamiah Ashrafia, Muslim Town Lahore, p:38

12 -البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، سعودی عرب، ط: ثانیہ، 1419ھ۔ حدیث نمبر 103

Al-Bukhārī, Abū ʿAbdullāh Muḥammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār al-Salām li-l-Nashr wa-l-Tawzīʿ, Riyadh, Saudi Arabia, Ṭā: Thānīyah, 1419 H. Ḥadīth Number: 103.

[13] www.white ribbon.org pk/what we do / programs violence against women in pakistan statistics

[14] اصلاحی، سلطان احمد، مشترکہ خاندانی نظام اور اسلام، پاکستان، 1991، ص:29۔

Iṣlāḥī, Sulṭān Aḥmad. Mushtarak khandani nizam aur Islam. Pakistan, 1991p:29

[15] Nighat et al, Attitude of Married Ladies towards Joint Family System, Pakistan Journal of Medical Health Sciences, Vol. 13, NO. 1, (2019): p: 43-48